www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



تحقیق و تنقید

حافظ عبد الرحمن مدنی

# جہاد کے لئے تنظیم و امارت اور والدین کی اجازت!؟

مورخہ ۱۱/ ستمبر ۱۹۹۴ء کے لئے "محدث" کے مدیر اعلیٰ کو جہاد کے پس منظر میں فرقہ وارانہ تشدد پر غور و خوض کے مقصد سے ایک اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی، جو عملاً مشاورت کے بجائے جلسہ عام کی صورت اختیار کیے ہوئے تھا۔ تاہم موصوف نے جذباتی فضا میں جذبہ جہاد کو فرقہ وارانہ منافرت سے بچانے کے لئے جہاد کی تنظیم اور مسلمانوں کی اجتماعی قوت متحد کرنے پر زور دیا۔ اگرچہ ادارہ "محدث" سمیت متعلقہ تمام ادارے نہ صرف جہادی فکر کی تخم ریزی اور سیرابی کے لئے کوشاں ہیں بلکہ غزوِ فکری کے ساتھ ساتھ جہاں جانی اور مالی طور پر عملاً جہاد افغانستان، بوسنیا اور کشمیر میں شریک رہتے ہیں، وہاں اس تجویز کے شدت سے مؤید ہیں کہ جہاد کا نعرہ لگانے والی ٹولیاں متحد ہو کر کام کریں، نیز نوجوانوں کو بزرگوں کی سرپرستی میں کام کرنا چاہیے تاکہ جوش ہوش پر غالب نہ آنے پائے۔ بعض جوشیلے لوگوں کو دینی قوتوں کی شیرازہ بندی یا اعتدال کے ایسے مشورے بھلے معلوم نہیں ہوتے۔ وہ وضاحت کا موقع دیے بغیر تردیدی خطابات کا "جہاد" شروع کر دیتے ہیں، بلکہ زبان بندی سے بھی نہیں چوکتے۔ سطور ذیل میں ہم مذکورہ خطاب کا ایک خلاصہ اور سوال و جواب کی شکل میں مخالفانہ تقاریر پر وضاحتیں شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط و تفریط سے بچائے اور شریعت کے میزان عدل پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!... ادارہ

جہاد کی اہمیت، فضیلت اور فوائد پر کتاب و سنت کی تعلیمات اس قدر واضح ہیں کہ اس پر قرآن و حدیث پر نظر رکھنے والا کوئی شخص شک و شبہ کا شکار نہیں ہو سکتا تاہم جہاد کی وسعتوں اور آداب و ضوابط سے آگاہی بڑی ضروری ہے۔ جہاد، بدی کی قوتوں کے خلاف غلبہ اسلام کی انتہائی بھرپور مساعی کا نام ہے جس کو فقہی اصطلاح میں فرض کفایہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کی جماعت کو ہے۔ جہاد کی ایک مخصوص صورت قتال بھی ہے جو مسلمانوں کی اجتماعی قوت سے جبر و ظلم کا خاتمہ کر کے اللہ کے دین کی راہیں ہموار کرتی ہے۔ اسی کے نتیجے میں اسلام کا مشہور "امن و فلاح" پروان چڑھتا ہے۔ لہٰذا جہاد کا مقصد اور آداب کا علم ان لوگوں کے لئے بڑا ضروری ہے جو اس مشن کو اپنے گلے لگائے ہوں تاکہ مجاہدین کے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


خلاف دہشت گردی اور فساد انگیزی کے شبہات کا ازالہ ہو سکے۔ جہاد کے آداب کے سلسلہ میں مسئلہ قصاص پر غور کریں جو بظاہر قتل و غارت کے بدلے زیادتی کرنے والے کا جان و مال کا ایک نقصان ہی ہے لیکن قرآن مجید اسے "زندگی" [۱] قرار دیتا ہے کیونکہ برابر بدلہ لینے میں ہی انسانی جان و مال کے تحفظ کی ضمانت ہے۔ مگر یہ امر واضح رہے کہ اگرچہ قصاص میں جماعت (حکومت) پر فرد [۲] (مجروح یا مقتول کے ورثاء) کو یک گونہ برتری حاصل ہے کہ ان کی رضامندی کی وجہ سے قصاص معاف ہو جاتا ہے لیکن چونکہ قصاص [۳] کا حکم مسلمانوں کی جماعت کو ہے اس لئے کوئی شخص خواہ مقتول کے ورثاء ہی کیوں نہ ہوں خود بدلہ نہیں لے سکتا کیونکہ اگر یہ صورت چل پڑے تو پھر امن و امان کے بجائے فساد و خون کا دور دورہ ہو گا کہ فریقین میں سے ہر ایک دوسرے کے جان و مال کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرنا چاہے گا جس سے قصاص کا مقصد ہی الٹ جائے گا۔ بالکل یہی صورت اسلام میں "قتال" کی ہے جسے عام لڑائی جھگڑے سے الگ سمجھنا چاہئے۔ اگرچہ قتال کی دو شکلیں ہیں (۱) دفاع (۲) طلب —— دونوں کے بعض احکامات مختلف بھی ہیں جیسے دفاعی صورت میں جہاد فرض عین بن جاتا ہے۔ اسی طرح جب کسی گھر پر چور ڈاکو حملہ آور ہو جائے تو اس وقت تنظیم و جماعت کی لازمی حیثیت نہیں ہوتی بلکہ ایسا مظلوم اپنے جان و مال اور عزت کی حفاظت میں جان بھی دے دے تو شہید [۴] ہو گا۔

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کے خلاف کفار کی یلغار کے ردعمل میں عموماً مسلمانوں کا "جہاد دفاع" ہے، جس کا معاملہ بعض دفعہ جہاد کی دوسری شکل سے خلط ملط ہو جاتا ہے۔ جہاد طلب میں مسلمان نظام کفر کا ظلم و ستم ختم کرنے کے لئے خود پیش قدمی کرتے ہیں اور بقول ربعی بن عامر (نمائندہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فاتح قادسیہ) انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلا کر رب العٰلمین کی بندگی میں لاتے ہیں تاکہ دنیا میں امن و سکون بحال ہو کر اخروی فلاح کے رستے وا ہوں۔ جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے : [۵]، چونکہ ایسے مواقع پر خون گرم کرنے کے لئے جذباتی نعرے لگائے جاتے ہیں کہ جس طرح افغانستان کے جہاد کے نتیجے میں روس کے ٹکڑے ہوئے ہیں، امریکہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا یا کشمیر کو فتح کر کے دھلی کے لال قلعہ پر ہلالی جھنڈا لہرائے گا۔ اس لئے جوشیلے نوجوان جہاد دفاع اور جہاد طلب کا فرق نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان سے روس کے نکلنے کے بعد جو وہاں خانہ جنگی کی شکل بنی ہے اس سے پریشانی ہو رہی ہے۔ روس کے حملہ کی وجہ سے افغانستان کا جہاد دفاعی تھا اور اس کے نکل جانے کے بعد اس کی نوعیت غیروں کی سازشوں سے کچھ سے کچھ بن گئی ہے۔

اسی پریشان کن صورت حال کی وجہ سے میں ایک اہم امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ چونکہ جہاد و قتال کا حکم جماعت کو ہے لہٰذا اس میں تنظیم و اتحاد کی بڑی ضرورت ہے۔ جان و مال کی قربانی کا اصل تصور قرآن کی سورۂ توبہ کی آیت ﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



﴿لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ سے ماخوذ ہے، چنانچہ قتال کیلئے امیر بیعت بھی لیتا ہے جو جان و مال تک قربان کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ سورۃ توبہ کی اسی آیت کے آخر میں اس بیعت کا ذکر بھی ہے ﴿فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ﴾ ...... (اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اللہ سے کیا ہے) یہاں جس بیع (سودے) کا ذکر ہے، اسے ہی امیر کے ہاتھ پر بیعت (ایک طرح کا سودا) کر کے شہادت حق کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔ چونکہ مومنوں کا یہ معاملہ اللہ ہی سے ہے لہٰذا یہ بیعت بھی حقیقت میں اللہ سے ہوتی ہے جو اگرچہ نبی یا اس کا خلیفہ (نائب) جو مسلمانوں کا امیر ہوتا ہے، لیتا ہے لیکن اصل معاہدہ اللہ ہی سے ہے جیساکہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ (الفتح: ۱۰)

جو لوگ آپؐ سے بیعت کر رہے ہیں وہ در حقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ (گویا) اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

گویا جان و مال کی قربانی جو بندگی کی کامل شکل ہے وہ در حقیقت نبی کے لئے بھی نہیں ہوتی[6] بلکہ صرف اللہ کے لئے ہوتی ہے نبی یا اس کا خلیفہ تو صرف بطور نمائندہ حق بیعت لیتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ قتال کفار کے لئے مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد و اتفاق کی شدید ضرورت ہے تاکہ بعد میں انتشار و اختلاف سے بچا جا سکے۔

اس وقت افسوسناک صورت حال یہ ہے کہ صرف اہل حدیث میں شریک جہاد پانچ ٹولیاں ہیں (۱) مرکز الدعوۃ والارشاد (حافظ محمد سعید) (۲) جماعت مجاہدین (مولانا عبدالکریم، چودھری ظفراللہ وغیرہ (۳) مرکزی جمعیت اہل حدیث کا شعبۂ جہاد۔ (۴) تحریک مجاہدینِ اسلام (مولوی خالد سیف شہید")۔ (۵) تحریک جہادِ کشمیر (مولانا عبداللہ ناصر رحمانی)

کم از کم ان سب کو تو اکٹھا ہونا چاہئے جو سب اہل حدیث ہیں لہٰذا بنیادی مسلک ایک ہونے کی بنا پر فروعی اختلافات کے باوجود جو اجتہاد پر مبنی ہوتے ہیں ان میں انتشار نہیں ہونا چاہئے۔

مجھے بڑی حیرت ہے کہ مرکز الدعوۃ والارشاد، متحدہ جمعیت اہل حدیث سے الگ ہو گیا ہے حالانکہ دونوں کا جمہوریت کے مسئلہ پر بھی اتفاق ہے اور دونوں جماعت کے نظام کو شرعی طریقہ پر قائم کرنے کے داعی ہیں۔ بہرصورت میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اہل حدیث کو انتشار سے محفوظ رکھنے اور اتحاد کے لئے راہیں ہموار کرنے پر غور فرمائیں جو وقت کا شدید تقاضا ہے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سوال: جہاد فرضِ عین ہے لہٰذا جس طرح خلیفہ (امیر) کے بغیر نماز ہو جاتی ہے جہاد بھی ہر شخص کو کرنا چاہئے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


جواب جہاد نماز کی مانند فرضِ عین نہیں ہے۔ نماز کا حکم فرد کو بھی ہے اور جماعت کو بھی، یہی وجہ ہے کہ نماز باجماعت نہ ہو سکے تو تنہا پڑھنی ضروری ہے اگرچہ اس کے فوائد بڑی سے بڑی جماعت کی صورت میں بہت زیادہ ہیں۔ جہاد کے فرضِ کفایہ ہونے کی دلائل بہت ہیں، فی الحال بخاری کی مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ ہو:

عن ابی ھریرۃ: قال رسول اللہ ﷺ: من آمن باللہ و برسولہ وأقام الصلوۃ و صام رمضان کان حقا علی اللہ أن یُدخلہ الجنۃ جاھد فی سبیل اللہ أو جلس فی أرضہ التی ولد فیھا قالوا: یارسول اللہ، أفلانبشر الناس، قال: إن فی الجنۃ مائۃ درجۃ أعدھا اللہ للمجاھدین فی سبیل اللہ....... الحدیث

ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا کر نماز، روزے کا اہتمام کرے اللہ پر یہ لازم ہے کہ اسے جنت میں داخل کر دے خواہ وہ اللہ کے رستہ میں جہاد کرتا ہو یا اسی زمین پر بیٹھا رہے جہاں پیدا ہوا۔ صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کی، اے رسول اللہ ﷺ، کیا اس کی بشارت ہم عام لوگوں کو دے دیں تو آپ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے صرف مجاہدین کے لئے تیار کیے ہیں۔ الخ

جہاد کی ترغیب و فضیلت مسلمہ امر ہے لیکن جاھد فی سبیل اللہ أو جلس فی أرضہ التی ولد فیھا کے الفاظ واضح دلیل ہیں کہ جہاد ہر شخص پر بعینہ فرض نہیں ہے بلکہ فرضِ کفایہ ہے یعنی مسلمانوں کی جماعت میں سے وافر تعداد کا نکلنا کافی ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی یہ صراحت موجود ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴾ (التوبہ: ۱۲۲)

سارے ایمان والے ہی لڑائی کے لئے نہ نکل پڑیں بلکہ ہر حلقے میں سے کچھ لوگ دین کی گہری سمجھ حاصل کرنے بھی نکلیں تاکہ وہ مجاہدین سمیت اپنی قوم کو واپسی کے وقت محتاط رکھنے کے لئے اللہ سے ڈراتے رہیں۔

واضح رہے کہ نفیرِ عام اور فرضِ کفایہ میں فرق بھی ہے۔ نفیرِ عام میں ہر قابل شخص کا لڑائی کے لئے نکلنا ضروری ہوتا ہے جبکہ فرضِ کفایہ میں ایک وافر تعداد جنگ کیلئے کافی ہوتی ہے اگرچہ یہ مغالطہ بھی دور ہو جانا چاہئے کہ جو کام (مثلاً تعلیم و تعلم، دعوت و ارشاد اور جہاد و قتال) فرضِ کفایہ ہیں، انہیں جماعت پر فرض قرار دینے کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں تمام چیزوں کی اپنے اپنے محل میں اہمیت ہے لہٰذا اہلِ اپنی صلاحیت کے مطابق تمام امور انجام پانے چاہیں اور جماعتی تنظیم و رابطہ کی وجہ سے یہ سب کام ایک دوسرے کی تقویت کا باعث بنیں ۔۔۔۔ قتال کے نعروں سے علم و تحقیق کی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



حوصلہ شکنی کرتے ہیں وہ فکری لغزش کا شکار ہیں۔

فقہی زبان میں آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ نماز نہ صرف مناسکِ شریعت سے ہے بلکہ ارکان اسلام خمسہ کی دوسری بڑی کڑی ہے جبکہ جہاد مناسکِ شریعت سے نہیں ہے بلکہ مناہج شریعت سے ہے۔ مناہج شریعت کو مناسکِ شریعت پر قیاس کرنا ہی غلطی ہے۔

سوال جہاد و قتال کیلئے تنظیم و جماعت ضروری نہیں ہے، صلح حدیبیہ کے بعد ابو بصیر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں رسول ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا تو قریش نے صلح کے معاہدہ کے مطابق دو آدمی اسے حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ بھیجے تھے جس پر رسول اللہ ﷺ نے ابو بصیر کو واپس کر دیا تھا چنانچہ ابو بصیر نے رستہ میں دھوکہ دے کر دونوں میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرا بھاگ گیا پھر ابو بصیر حرمین کے بجائے ساحل سمندر پر چلا گیا اور وہاں اسے ابو جندل وغیرہ بھی جا ملے جنہوں نے کافروں کے تجارتی قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔

جواب: جہاد و قتال غلبۂ اسلام کی منظم مساعی کا نام ہے۔ جہاد کا اسلامی مفہوم نظرانداز کرنے کی وجہ سے ہی یہ مغالطہ پیدا ہوا ہے۔ علماء "جہاد" سے امتیاز ظاہر کرنے کے لئے ابو بصیرؓ وغیرہ کی کاروائی کو "مشاغبہ" کا نام دیتے ہیں جس کا معنی لڑائی جھگڑا ہے۔ ابو بصیر کا مدینہ منورہ آنے والے دو آدمیوں میں سے ایک کو قتل کرنا "مُشَاغَبَہ" کی قسم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے دوبارہ مدینہ منورہ آن کر یہ واضح کیا تھا کہ اس کا تو کوئی معاہدہ ان اشخاص سے نہیں تھا چونکہ رسول ﷺ کا معاہدۂ حدیبیہ موجود تھا اس لئے آپ ﷺ اسے پناہ نہ دے سکے۔ اس وقت ابو بصیر مسلمانوں کی جماعت کا ایک فرد بھی نہ تھا ورنہ وہ بھی صلح حدیبیہ کا پابند ہوتا لہٰذا اس کی کاروائی کو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جہاد کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ ایسے اشخاص کیلئے اسلامی احکام دوسرے ہیں۔ البتہ اگر اسے جان و مال کے دفاع کی صورت مان لیا جائے کہ یہ کاروائی اس نے کافروں کے ظلم سے خود کو بچانے کے لئے کی تھی جس میں دفاع وہ قاتل بن کر بعد میں خود کو بچانے کے لئے دوسروں کے ساتھ جتھہ بندی پر مجبور ہوئے چنانچہ ایسی خاص صورت میں بھی جماعت کی ضرورت نہیں رہتی لیکن اس مخصوص صورت کو جہادِ طلب اور جہادِ دفاع کی عام صورتوں کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

دراصل یہ مغالطہ اس لئے پیدا ہوا کہ اول تو جہاد کو صرف قتال میں محدود کر دیا گیا پھر مسلمانوں کے ہر لڑائی جھگڑے کو جہاد و قتال سمجھ لیا گیا۔

سوال جہادِ افغانستان میں شریک ہونے والے اب جہاد کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

جواب: جہاد کو منظم کرنے اور متحد ہو کر مساعی بروئے کار لانے کی تجویز کو "جہاد" کی مخالفت قرار دینا زیادتی ہے۔ بعض جوشیلے نوجوانوں کو یہی مغالطہ ساحة الشیخ عبدالعزیز بن باز مفتی اعظم سعودی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عرب اور محدثِ عصر شیخ ناصر الدین البانی حفظہما اللہ کے فتووں سے بھی ہوا ہے، حالانکہ افغانستان وغیرہ کے جہاد کو وہ "اسلامی جہاد" قرار دے چکے ہیں اور اس کے بعد افغان ٹولیوں کے انتشار ہی کی وجہ سے وہ امیر و تنظیم پر زور دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ افغانستان کا جہاد دفاعی تھا اور یہی صورت حال بوسنیا اور کشمیر وغیرہ میں بھی ہے۔ لہٰذا ان میں سب مسلمانوں کو دامے درمے سخنے شریک ہونا چاہئے۔ لیکن جس طرح جہاد میں شرکت کے لئے یہ حدیث (۷) دلیل ہے کہ "مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں کہ ایک حصہ کے دکھ میں باقی اعضا بخار اور بیداری کی صورت شریک ہوتے ہیں"۔ اسی طرح جہاد کو منظم کرنے اور متحدہ ہونے کی بھی یہی دلیل ہے کہ جسم کسی منتشر شے کا نام نہیں بلکہ مرض اگر اضمحلال کی صورت کا نام ہے تو انتشارِ نظم ہی موت کا پیغام ہوتا ہے۔

سوال: جہاد کے لئے ماں باپ کی اجازت کی ضرورت ہے نہ امیر کی، خلفائے راشدین کے دور میں مثنیٰ بن حارثہ نے ابو بکر صدیقؓ کی اجازت کے بغیر ہی فارس میں جہاد شروع کر دیا تھا۔

جواب: اسلام کے بارے میں انتہا پسندانہ نقطۂ نظر ہی مخالفین کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو دہشت گردی کے طعن دیں حالانکہ اسلام نظم و نسق کی اتنی اہمیت پر زور دیتا ہے کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عام حالات کے علاوہ ہنگامی حالات میں بھی اسلام آداب و ضوابط کی شدت سے پابندی کا اہتمام کرتا ہے جبکہ دنیا کے دیگر نظاموں میں نظریۂ ضرورت اور ہنگامی حالات تمام قوانین اور دعووں کا تیا پانچا کر دیتے ہیں۔ مغرب نے انسان کے بنیادی حقوق کا اتنا پروپیگنڈا کیا ہے کہ الہامی مذاہب کی تعلیمات کو انسانی پاؤں کی بیڑیاں بنا کر پیش کرنے میں غلطاں ہے۔ لیکن خود طاقت کے نشے میں مخمور سیاست دانوں کے لئے نظریۂ ضرورت کے نام پر انسان کے بنیادی حقوق کو جوتی کی نوک پر رکھ کر ٹھکرا دیتا ہے۔ اسی طرح من مانی کے لئے ہنگامی حالات کا ہوا کھڑا کر کے تمام قوانین کی دھجیاں بکھیرنے سے بھی نہیں چوکتا۔ اس کے بالمقابل اسلام اس قدر نظم و ضبط کا قائل ہے کہ ہنگامی حالات کے لئے بھی بھرپور ضابطہ بندی کی تلقین کرتا ہے۔ قواعدِ فقہیہ میں اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ مجبوریاں، ممنوعات کے لئے گنجائش پیدا کرتی ہیں۔ کے ساتھ "اَلضَّرُوْرَاتُ تُقَدَّرُ بِقَدَرِھَا" وغیرہ ضوابط (Legal Maxims) اسی غرض سے رکھے گئے ہیں کہ انسان ہنگامی حالات میں بھی بے قاعدہ نہ ہو۔ یہ ضوابط قرآن کریم کی آیت ﴿ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ ﴾ سے مستنبط ہیں کہ مجبوری کی حالت میں بھی انسان حرام کی طلب اور حاجت کی حد سے تجاوز نہ کرے۔

بہرحال جہاد کے بارے میں ماں باپ کی اجازت کی ضرورت کیلئے امام بخاری کی تبویب اور فرمان رسول ﷺ کی دلیل ملاحظہ کریں: باب "الجهاد باذن الابوين" (جہاد والدین کی اجازت سے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com



ہونا چاہیے ) کے تحت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷢ کی حدیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جو یوں ہے :

جاء رجل الی النبی ﷺ فاستأذنه فی الجهاد فقال أحی والداک؟

قال نعم قال ففیهما فجاهد

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کے بارے میں خواہش کا اظہار کرتا ہے تو آپ نے پوچھا کہ تیرے ماں باپ زندہ ہیں جس کا جواب اس نے ہاں میں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا : پھر تو ان کی خدمت میں رہ کر ہی جہاد کر!

اس سے اگلے باب میں امام بخاریؒ نے ایک دوسرے شخص کے بارے میں رسول ﷺ کا ارشاد ذکر کیا ہے جسے مجاہدین میں نامزد کر دیا گیا تھا لیکن جب معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حج کے لئے تیار ہے تو آپ نے اسے جہاد کے بجائے بیوی کے ہمراہ حج کی ہدایت فرمائی حالانکہ نامزدگی کے بعد جہاد فرض عین ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود حکم میں تبدیلی فرما دی۔

باقی رہا جہاد و قتال کا مسئلہ اس میں تو نظم و نسق مثالی ہونا چاہیے۔ دنیا میں فوج کا اعلیٰ نظم و نسق بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ مغالطہ پیش کرنا کہ ماتحت حکام خلیفہ کی اجازت کے بغیر ہی جہاد جیسے اہم امور میں کود جاتے تھے، بڑی زیادتی ہے۔ قرآن کریم کی سورۂ نور کی مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ کریں :

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ﴾ ...... (النور : ۶۲)

بس مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور ( جب اسلام اور مسلمانوں کے ) جامع کام کے لئے رسولؐ کے ہمراہ ہوتے ہیں تو اجازت لیے بغیر نہیں جاتے۔

آیت بالا جس طرح اجتماعی امور میں رسولؐ ( جو سیاسی حکمران بھی تھے ) کی اجازت ...... پر زور دیتی ہے۔ جن میں جہاد جیسا اہم امر بھی شامل ہے چنانچہ اس میں شرکت اسی طرح اجازت کی محتاج ہے جس طرح مسلمانوں کی صفوں میں شریک ہو کر رخصت کے لئے اجازت ضروری ہے۔ آیت مذکورہ سے ماتحتوں کیلئے خلیفہ کی اجازت بطور "دلالۃ النص" ثابت ہے۔ تاریخ و حدیث میں ایسے ہنگامی واقعات جن میں خلیفۂ وقت کی فوری اجازت کے بغیر سپہ سالار بن جانا یا کسی کو معزول کر دینا ظاہر ہوتا ہے ان کو نظم و نسق سے فرار کی بجائے نظم و نسق کا ایک تقاضا ہی سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح جو لوگ جہاد ہی کی غرض سے بھیجے جاتے ہیں انہیں ہر حملہ کے لئے نئے اجازت نامہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثنی بن حارثہ شیبانی کے بارے میں اول یہ واضح رہے کہ ... واقعہ ... سے ... کا استنباط درست نہیں تاہم

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com


صورت حال وہ نہیں جو سوال میں ظاہر کی گئی ہے بلکہ مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ عراق کی بڑی لڑائیوں کے لئے انہوں نے خود مدینہ منورہ پہنچ کر اجازت لی تھی یا حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے مثنیٰ کی شہرت سن کر کمک روانہ کی گئی تھی تاہم اس بات پر مؤرخین متفق ہیں کہ وہ قبل ازیں بحرین میں مرتدین کی سرکوبی میں علاء حضرمی کے معاون رہے تھے۔ یہی سرگرمیاں ان کی شہرت کا باعث ہوئیں۔ چونکہ بحرین میں مرتدین کو اکسانے کا معاملہ فارس کی طرف سے شروع ہوا تھا، اس لئے مثنیٰ کو مرتدین کی سرکوبی میں ہی فارس کے ماتحت علاقوں سے نبرد آزما ہونا پڑا تھا۔ لہٰذا ایسی پیش آمدہ صورت کو امیر کی اجازت کی بغیر جہاد قرار دینا غلط ہے۔ یہ واقعات حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے علاء حضرمی کو جن کے معاون مثنیٰ بن حارثہ بنے، جہاد کی غرض سے روانہ کرنے والی مہم کا حصہ تھے یہی وجہ ہے کہ انکا خمس برابر حضرت ابوبکرؓ کو بھیجا جاتا رہا۔

حواشی ....

(۱) ﴿ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوٰةٌ يَّٰٓأُولِي الْأَلْبَٰبِ ﴾ ... (البقرہ: ۱۷۹)

"اے اہل بصیرت، تمہارے لئے برابر بدلہ لینے میں ہی زندگی ہے"۔

(۲) ﴿ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ﴾ ...(البقرہ: ۱۷۸)

"اے ایمان والو! تمہارے اوپر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے"۔

(۵) ﴿ انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﴾ (التوبہ: ۴۱)

"(دشمن کے مقابلہ میں) نکل پڑو ہلکے یا بوجھل اور اللہ کے رستہ میں جان و مال کے ساتھ جہاد کرو"۔

(۳) ﴿ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۳)

"جو کوئی ناحق قتل کردیا جائے، تو ہم نے اس کے ولی ہی کو غلبہ دیا ہے"۔

(۴) من قتل دون ماله فهو شهيد (بخاری)

"جو کوئی اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے"۔

(۶) ﴿ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴾ (آل عمران: ۷۹)

"کسی بھی بشر کے لئے مناسب نہیں کہ اللہ اسے شریعت، حکومت اور نبوت سے سرفراز فرمائے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بندے بن جاؤ بلکہ تم سب کو رب والے ہونا چاہیے کیونکہ تم دوسروں کو شریعت سکھاتے ہو اور خود بھی پڑھتے ہو"۔

(۷) مثل المؤمنين في توادهم و تراحمهم و تعاطفهم كمثل الجسد الواحد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى (بخاری)

"مسلمانوں کی آپس میں دوستی، محبت اور ہمدردی کی مثال ایسے جسم کی سی ہے جس کا ایک عضو متاثر ہو جائے تو سارا جسم بیداری اور بخار کی صورت اس عضو کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے"۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ